S-2003-5-281-289

عدالت عظمیٰ رپورٹس 2003 ایس یو پی پی 5 ایس سی آر

سچند پال

بنام۔

فنی پال اور دیگر

6 نومبر 2003

ڈوریسوامی راجو اور اریجیت پسایت، جسٹس۔

تعزیراتی ضابطہ، 1860/آرمز ایکٹ، 1959-دفعات 302 اور 307/دفعہ 25-قتلِ عمد-استغاثہ-استغاثہ اور دفاع کے ذریعے واقعے کے مختلف بیانات-استغاثہ کا بیان جو طبی شواہد سے مطابقت نہیں رکھتا ہے-متوفی کی طرف سے بیان نزع براہ راست نہیں کیا گیا تھا بلکہ یہ صرف اس کے شوہر کے بیان کی تصدیق تھی-ٹرائل کورٹ کے ذریعے اثباتِ جُرم-عدالت عالیہ کے ذریعے بری-اپیل پر: بری ہونا جائز ہے کیونکہ استغاثہ کے مقدمے اور طبی شواہد میں عدم مطابقت تھی اور بیان نزع قابل قبول نہیں ہے۔

قانون شہادت ایکٹ، 1872-دفعہ 32-بیان نزع -کی نوعیت-بیان جو متوفی نے براہ راست نہیں دیا-صرف اس کے شوہر کے بیان کی تصدیق کی-منعقد: متوفی کے اس طرح کے ردعمل کو بیان نزع کی سطح تک نہیں بڑھایا جاسکتا۔

عمل اور طریقہ کار:

فوجداری مقدمہ-حکم برائے بریت کا اپیلٹ عدالت میں از سر نو جائزہ-منعقد: عام طور پر یہ جائز نہیں ہے لیکن جہاں قابل قبول ثبوت کو نظر انداز کیا جاتا ہے، اپیلٹ عدالت پر یہ فرض عائد کیا جاتا ہے کہ وہ شواہد کی دوبارہ جانچ کرے۔

جواب دہندہ-ملزم کے ساتھ 4 ملزموں پر آئی پی سی کی دفعات 302، 307، 447 کے تحت جرائم کا الزام عائد کیا گیا اور جواب دہندہ-ملزم پر آرمز ایکٹ 1959 کی دفعہ 25 کے تحت مزید الزام عائد کیا گیا۔ دو ملزموں کی سماعت مکمل ہونے سے پہلے ہی موت ہو گئی۔ استغاثہ کے مطابق مستغیث اور ملزم فریق کے درمیان کشیدہ تعلقات تھے اور ایک تنازعہ پر جواب دہندہ-ملزم نے پی ڈبلیو 1 پر بندوق سے گولی چلائی جو اس سے فرار ہو گیا اور ایک اور گولی دور سے چلائی جس سے پی ڈبلیو 1 کی بیوی زخمی ہو گئی۔ دفاع نے بے گناہی اور جھوٹے مضمرات کی استدعا کی اور کہا کہ ملزموں میں سے ایک نے اپنے دفاع میں بندوق نکالی تھی اور جب مستغیث فریق نے اس کے ساتھ ہاتھا پائی شروع کی تو غلطی سے گولی چلائی گئی جو متوفی کو لگی۔ طبی شواہد کے مطابق متوفی پر

چوٹ مختصر فاصلے سے چلائی گئی گولی سے ممکن تھی۔ مقدمے کی سماعت کے دوران استغاثہ نے اپنے موقف میں تبدیلی کرتے ہوئے کہا کہ بندوق مختصر فاصلے سے چلائی گئی تھی۔ استغاثہ نے متوفی کے بیان نزع پر بھی انحصار کیا۔لیکن بیان ریکارڈ کرنے والے شخص نے اعتراف کیا کہ متوفی کے شوہر نے سوالات کے جوابات دیے تھے اور متوفی نے محض ان کی تصدیق کی تھی۔ مقدمے کی سماعت کرنے والی عدالت نے استغاثہ کے بیان پر انحصار کرتے ہوئے جواب دہندہ ملزم کو مجرم قرار دیا۔ تاہم دیگر دو ملزموں کو بری کر دیا گیا۔ اپیل پر، عدالت عالیہ نے جواب دہندہ کو دفاعی بیان پر بھروسہ کرتے ہوئے بری کر دیا، یہ کہتے ہوئے کہ متوفی پر چوٹوں کے حوالے سے، استغاثہ کے بیان کی طبی شواہد سے تائید نہیں کی گئی تھی اور استغاثہ نے زبانی اور طبی شواہد کو ہم آہنگ کرنے کے لیے اپنے بیان کو بہتر بنانے کی کوشش کی۔ اور یہ کہ بیان نزع کا جواب متوفی کے شوہر نے دیا تھا اور اس نے محض اس کی تصدیق کی تھی، یہ قابل قبول نہیں تھا۔

اس عدالت میں اپیل میں اپیل کنندہ اطلاع دہندہ نے دعوی کیا کہ محض اس وجہ سے کہ طبی ثبوت مختلف تھے، قابل اعتماد آکولر ثبوت کو مسترد نہیں کیا جا سکتا تھا؛ اور یہ کہ بیان نزع پر بھروسہ کیا جانا چاہیے تھا۔

اپیل مسترد کرتے ہوئے عدالت نے

منعقد: 1.1. مداخلت کی ضمانت دینے کے لیے عدالت عالیہ کے فیصلے میں کوئی کمزوری نہیں ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ٹرائل کورٹ نے استغاثہ کے ورژن کی ناقابل قبولیت کو اجاگر کرنے والے دفاعی ورژن کو مسترد کر دیا ہے، اور اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ شاٹ قریب سے بنایا گیا تھا۔ یہ درخواست استغاثہ کی طرف سے دلیل کے مرحلے پر لی گئی تھی، جس میں استغاثہ کے شواہد کو اس انداز میں پڑھنے کی کوشش کی گئی تھی تاکہ چشم کشا ثبوت اور طبی ثبوت ناقابل تلافی ظاہر نہ ہوں۔ عدالت عالیہ ٹرائل کورٹ کے ذریعے اپنائے گئے کورس کو مسترد کرنے میں درست تھی۔ استغاثہ اپنے الزام کو کافی حد تک ثابت کر کے کامیاب ہو سکتا ہے۔ اسے اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہونا چاہیے اور دفاعی مقدمہ میں کمزوری کا فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ عدالت اپنے طور پر استغاثہ کے لیے نیا مقدمہ نہیں بنا سکتی اور اس بنیاد پر ملزم کو مجرم قرار نہیں دے سکتی۔ صرف اس صورت میں جب ثبوت پر کوئی نتیجہ اخذ کیا جائے اور مقدمہ کا بنیادی حصہ تبدیل نہ کیا جائے، اس طرح کا راستہ جائز ہے۔ عدالت عالیہ نے طبی شواہد کو دفاعی بیان سے مطابقت رکھتے ہوئے دیکھا کہ متوفی کو قریب سے گولی ماری گئی تھی اور مخبر فریق اور ملزم کے درمیان ہاتھا پائی میں اسے غلطی سے گولی مار دی گئی تھی۔ (289-بی؛ 288-سی -ایف)

1.2. عدالت عالیہ نے بیان نزع کو صحیح طور پر مسترد کر دیا ہے۔ متوفی کی طرف سے کیا گیا اعلان رضاکارانہ نہیں تھا اور درحقیقت اس نے جوابات نہیں دیے تھے اور یہ اس کا شوہر تھا جو جواب دے رہا تھا۔ زخموں کی طرف سے اس طرح کی نوعیت اور ردعمل کا انداز جو بالآخر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا، اسے کسی بھی طرح سے اس کے 'بیان نزع' کی سطح تک نہیں بڑھایا جا سکتا، چاہے وہ آواز میں ہی کیوں نہ ہو۔ اصطلاح کے صحیح معنوں میں یا متوفی کے ذریعہ دیئے گئے قانونی بول چال کے بیان کو بیان نزع نہیں کہا جا سکتا۔ تسلیم شدہ دشمنی اور کشیدہ تعلقات کے پیش نظر ملزم کو پکڑنے کی فطری کوشش تھی۔ (288-ایف-ایچ؛ 289-اے)

2.1. اپیلٹ عدالت پر ان شواہد کا جائزہ لینے پر کوئی پابندی نہیں ہے جن پر حکم بریت مبنی ہے۔ عام طور پر حکم بریت میں مداخلت نہیں کی جائے گی کیونکہ ملزم کی بے گناہی کے مفروضے کو بری ہونے سے مزید تقویت ملتی ہے۔ فوجداری مقدمات میں انصاف کے انتظام کے جال میں جو سنہری دھاگہ چلتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر مقدمے میں پیش کیے گئے شواہد پر دو نظریات ممکن ہیں، ایک ملزم کے جرم کی طرف اور دوسرا اس کی بے گناہی کی طرف، تو وہ نظریہ جو ملزم کے حق میں ہو، اپنایا جانا چاہیے۔ عدالت کا سب سے اہم خیال اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ انصاف کی اسقاط حمل کو روکا جائے۔ انصاف کی غلطی جو مجرم کے بری ہونے سے پیدا ہو سکتی ہے، کسی بے گناہ کی اثباتِ جُرم سے کم نہیں ہے۔ ایسے معاملے میں جہاں قابل قبول ثبوت کو نظر انداز کیا جاتا ہے، اپیلٹ عدالت پر یہ فرض عائد کیا جاتا ہے کہ وہ ان شواہد کی دوبارہ تعریف کرے جہاں ملزم کو بری کر دیا گیا ہے، تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ آیا ملزم میں سے کسی نے واقعی میں کوئی جرم کیا ہے یا نہیں۔ (287-ایف-ایچ؛ 288-اے)

بھگوان سنگھ اور دیگران بنام ریاست مدھیہ پردیش، (2002) 2 سپریم 567، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

2.2. بری کیے جانے کے فیصلے کے خلاف اپیل پر غور کرنے والی اپیلٹ عدالت کو جس اصول پر عمل کرنا ہے وہ صرف اس صورت میں مداخلت کرنا ہے جب ایسا کرنے کی مجبور کرنے والی اور ٹھوس وجوہات ہوں۔ اگر اعتراض شدہ فیصلہ واضح طور پر غیر معقول ہے اور متعلقہ اور قائل کرنے والے مواد کو اس عمل میں بلا جواز طریقے سے ختم کر دیا گیا ہے، تو یہ مداخلت کی ایک زبردست وجہ ہے۔ (288-اے-بی)

شیواجی سہابراؤ بوباڈے اور دیگر بنام ریاست مہاراشٹر، اے آئی آر (1973) ایس سی 2622؛ رمیش بابو لال دوشی بنام ریاست گجرات، (1996) 4 سپریم 167؛ جسونت سنگھ بنام ریاست ہریانہ، (2000) 3 سپریم 320؛ راج کشور جھا بنام ریاست بہار اور دیگر، (2003) 7 سپریم 152؛ ریاست پنجاب بنام کرنیل سنگھ، (2003) 5 سپریم 508 اور ریاست پنجاب بنام پوہلا سنگھ اور انز، (2003) 7 سپریم 117، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1997 کی فوجداری اپیل نمبر 176۔

1987 کی فوجداری اے نمبر 305 میں کلکتہ عدالت عالیہ کے 29.8.96 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے ایچ کے پوری۔

جواب دہندگان کے لیے راج کمار گپتا، ایس کے گپتا، بھانو پرتاپ گپتا، اے این بردیار اور اوبجیت بھٹاچارجی۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

اریجیت پسایت جسٹس: یہ اپیل کلکتہ عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کی طرف سے جواب دہندہ نمبر 1 (جسے ہے کے بعد 'ملزم' کہا گیا ہے) کو بری کرنے کی ہدایت کے فیصلے کی درستگی پر سوال اٹھاتے ہوئے دائر کی گئی ہے۔ ایڈیشنل سیشن جج، تیسری عدالت، مڈناپور نے ملزم کو تعزیراتِ ہند 1860 (مختصر طور پر "آئی پی سی") اور آرمز ایکٹ، 1959 (مختصر طور پر "آرمز ایکٹ") کی دفعہ 25 کے تحت قابل سزا جرم کا مجرم پایا تھا۔ بالترتیب 7 سال اور ایک سال کی عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ اصل

میں 5 ملزم افراد وہاں موجود تھے، اور ہر ایک پر تعزیرات ہند کی دفعہ 34، اور 447 کے ساتھ پڑھنے والی دفعات 302، 307 کے تحت قابل سزا جرم کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ ایک گولوک پال کی فرد جُرم دائر ہونے سے پہلے ہی موت ہوگئی۔ اسی طرح ملزم نریندر پترا کی مقدمے کی سماعت کے دوران موت ہوگئی اور تین افراد یعنی ملزم اپیلنٹ فنی، نرنجن پال اور سورن دتہ کو مقدمے کا سامنا کرنا پڑا۔ ٹرائل کورٹ نے ملزم نرنجن پال اور سورن دتہ کو قصوروار نہیں پایا۔ یہ صرف ملزم جواب دہندہ نمبر 1 تھا جو قصوروار پایا گیا اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے مجرم قرار دیا گیا۔

وہ الزامات جن کی وجہ سے ملزم پر مقدمہ چلا، درج ذیل ہیں:

بن پور پولیس اسٹیشن میں 1.6.1977 پر مڈپ بھانومتی پر قاتلانہ حملوں اور دیگران کو شدید زخمی کرنے کی اطلاع درج کی گئی تھی۔ تفتیش کی گئی۔ تفتیش کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ ملزم افراد اور مستغیث فریق قریبی رشتے دار ہونے کی وجہ سے ایک ہی گھر میں رہ رہے ہیں اور باہمی انتظام کے ذریعے الگ الگ حصے مختص کیے گئے ہیں۔ گولوک پال ایک شاخ کے سب سے بڑے رکن تھے اور برندابن پال (پی ڈبلیو-1) دوسری شاخ کا سب سے بڑا رکن ہے، گولوک پال اور برندابن پال ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ صبح کے وقت ملزموں نے مل کر صحن کے اندر باڑ لگانے کی سازش کی جس پر وہ طویل عرصے سے غور کر رہے تھے۔ انہوں نے یہ بھی سازش کی کہ اگر مستغیث فریق نے رکاوٹ پیدا کی تو انہیں ختم کر دیا جائے۔ صبح تقریباً 7:30 بجے گولوک پال کی قیادت میں جماعت نے گھر کے اندرونی صحن کے بیچ میں سوراخ کھودنا شروع کر دیا۔ برینڈابن (پی ڈبلیو-1) اور اس کے بیٹوں نے احتجاج کیا۔ اس پر گولوک اور نرنجن نے برندابن پال کو ختم کرنے کا حکم دیا۔ اس مرحلے پر، نرنجن پال اور ملزم فنی پال اپنے گھر کی پہلی منزل پر پہنچ گئے اور پانی نے اپنے والد گولوک کی بندوق نکالی، اور نرنجن نے کمان اور تیر نکالے۔ وہ پہلی منزل کے کمرے کی بالکونی پر آئے اور پھانی پر الزام لگایا کہ اس نے برندابن کو نشانہ بنایا۔ اسی طرح نرنجن نے اپنے کمان اور تیر سے کیا۔ نہ تو گولی اور نہ ہی تیر نے ہدف کو نشانہ بنایا۔ فنی نے ایک بار پھر بندوق بھری اور ایک اور گولی برندابن پال (جسے اس کے بعد "متوفی" کہا جاتا ہے) کی بیوی بھانومتی کو نشانہ بناتے ہوئے چلائی، جو اس وقت صحن کو جھاڑنے میں مصروف تھی۔ گولی اس کی پیٹھ پر لگی۔ وہ نیچے گر گئی۔ اس کے مرحلے پر برندابن کے دو بیٹے، سچند اور رتن، بالترتیب پی ڈبلیو 5 اور 4، برندابن کے ساتھ گھر سے باہر نکلے اور شور مچایا۔ گاؤں والوں کے جمع ہونے سے پہلے ہی ملزم پھوانی کے علاوہ سب گھر سے نکل گئے۔ پھوانی ابھی بھی پہلی منزل کے کمرے کی بالکونی مزید اپنے ہاتھ میں بندوق لے کر کھڑا تھا اور گاؤں والوں کو آگے بڑھنے کی صورت میں سنگین نتائج کی دھمکی دے رہا تھا۔ جیسے جیسے گھر کے باہر ہجوم بڑھتا گیا ملزم پانی بھاگ گیا اور گاؤں والے گھر میں داخل ہو گئے۔ اس وقت تک گوریبالا (پی ڈبلیو-2)، برندابن کی بیٹی، بھانومتی کی زخمی لاش کو صحن سے اپنے گھر کے برآمدے پر لے گئی۔ وہاں جمع ہونے والے گاؤں والوں نے بھانومتی کو زخمی حالت میں پایا اور اس سے یہ بھی سنا کہ اسے ملزم فنی پال کی گولی سے مارا گیا ہے۔ برندابن پولیس اسٹیشن پہنچا اور تقریباً صبح 8:30 بجے ایف آئی آر درج کرایا۔ پولیس موقع پر پہنچی اور مقامی چوکیدار کی مدد سے زخمی بھانومتی کو مقامی بن پور پرائمری ہیلتھ سینٹر بھیجنے کا انتظام کیا۔ وہاں متوفی - بھانومتی نے ڈاکٹر کے سامنے بیان نزع دیا جس نے اسے برینڈابن پال کی موجودگی میں تحریری طور پر قلم بند کر دیا۔ جیسے ہی مریض بھانومتی کی حالت بگڑی اسے جھارگدرم ہسپتال لے جایا گیا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے

ہوئے دم توڑ گئی۔ یہ مقدمہ گوکل پال اور اس کے دو بیٹوں کے خلاف درج کیا گیا تھا۔فنی پال زائد نرنجن پال۔ دو زائد افراد تھے-نریندر پاترا اور سورن دتہ جنہیں بھی اس معاملے میں پھنسایا گیا تھا زائدان تمام پانچوں کا نام ایف آئی آر میں درج تھا۔

27.2.1979 پر فردِ جُرم جمع کرانے سے پہلے، گولوک پال کی موت 8.4.1978 پر ہوئی۔ لہٰذا، صرف چار افراد کو کورٹ آف سیشنز کے لیے وقف کیا گیا تھا۔ یہاں چاروں ملزموں کے خلاف آئی پی سی کی دفعات 302/34 اور 307/34 کے تحت الزامات طے کیے گئے؛ اور ملزم فنی پال پر آرمز ایکٹ کی دفعہ 25 (1) (اے) کے تحت مزید الزام عائد کیا گیا۔ مذکورہ بالا الزامات 27.8.1980 پر بنائے گئے تھے۔لیکن مستغیث فریق نے فوجداری نظرِ ثانی مقدمہ نمبر 2270/8 میں 5.11.1981 پر معزز عدالت عالیہ کا رخ کیا جہاں چار ملزموں پر 2.2.1982 پر آئی پی سی کی دفعات 447 کے تحت مزید الزام عائد کیا گیا۔مقدمے کی سماعت شروع ہونے سے پہلے ہی ملزم نریندر پاترا کی موت ہو گئی اور اس کے خلاف مقدمہ 20.1.1983 پر درج کیا گیا۔اس طرح معاملہ صرف تین افراد کے ساتھ رہا۔ فنی پال، نرنجن پال اور سورن دت۔انہیں آئی پی سی کی دفعات 302/34، 307/34 اور 447 کے تحت الزامات کے لیے مقدمے کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ مذکورہ الزامات کے علاوہ ملزم فنی پال کے خلاف آرمز ایکٹ کی دفعہ 25(1)(اے) کے تحت مزید الزام عائد کیا گیا۔

اپنے مقدمے کو آگے بڑھانے کے لیے، استغاثہ نے 21 گواہوں مزید پوچھ گچھ کی، جبکہ بے گناہی اور جھوٹے مضمرات کی استدعا کرنے والے ملزموں نے دو گواہوں مزید پوچھ گچھ کی۔ان کا موقف ایک باڑ تھا جو صحن کے اندر پہلے سے موجود ہے۔واقعہ کی تاریخ اور وقت پر مخبر، اس کے بیٹے اور کچھ دیگران باڑ کو اکھاڑنے گئے۔صرف گولوک پال موجود تھے اور انہوں نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی۔ جیسے ہی اس پر حملہ ہونے والا تھا وہ پہلی منزل کی طرف بھاگا۔لیکن برندابن کے بیٹوں نے اس کا پیچھا کیا۔اسی دوران برندابن اور متوفی نے گولوک کے حصے کے نچلی منزل کے کمرے کا تالا توڑ دیا اور اس کمرے سے قیمتی سامان اکٹھا کیا۔پہلی منزل پر گولوک نے خود کو بچانے کے لیے اپنی بندوق اٹھائی اور پہلی منزل سے ایک خالی گولی چلائی اور اس نے دوسری بار بندوق بھری اور اس مرحلے پر برندابن کے بیٹوں اور اس کے شریک کار نے اس کے ساتھ ہاتھا پائی شروع کر دی اور اس دوران غلطی سے گولی چلائی گئی جو متوفی کی پیٹھ پر اس وقت لگی جب وہ گولوک کی پہلی منزل کے کمرے سے باہر آ رہی تھی۔

مقدمے کی سماعت کے مرحلے پر، استغاثہ نے اپنا موقف تبدیل کیا اور کہا کہ بندوق مختصر فاصلے سے چلائی گئی تھی۔

شواہد پر غور کرنے پر، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، مجرم قرار دیا گیا اور ملزم-اپیل کنندہ کو اثباتِ جُرم سنائی گئی۔اثباتِ جُرم اور سزا کو کلکتہ عدالت عالیہ میں چیلنج کیا گیا۔ڈویژن بنچ نے جیسا کہ دہلیز پر نوٹ کیا گیا ہے، یہ کہتے ہوئے بری کرنے کی ہدایت کی کہ دفاعی ورژن زائد ممکنہ تھا۔اس کے ساتھ دو عوامل کا وزن تھا۔سب سے پہلے، یہ نوٹ کیا گیا کہ مرنے والے کو ملنے والے گولیوں کے زخم ممکن نہیں تھے لیکن استغاثہ کے تجویز کردہ انداز میں برقرار رہے ہیں۔طبی شواہد نے واضح طور پر اشارہ کیا کہ چوٹوں سے ٹیٹو لگانے اور جلنے کے نشانات کی نشاندہی ہوتی ہے جو صرف اس وقت ممکن تھے جب قریبی رینج سے گولی چلائی گئی ہو۔ یہ دیکھا گیا کہ استغاثہ نے اپنے بیان کو بہتر بنانے کی کوشش کی جس میں منظرنامے سے روانگی کو شروع سے پیش کیا گیا اور زبانی شواہد اور طبی شواہد کو ایک نئے پس منظر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی۔ مزید برآں، نام نہاد موت کا

اعلامیہ جس پر استغاثہ کی طرف سے انحصار کیا گیا تھا قابل قبول نہیں تھا کیونکہ بیان نزع ریکارڈ کرنے والے شخص کی طرف سے واضح اعتراف تھا کہ متوفی نے صرف اپنے شوہر کی تصدیق کی تھی (پی ڈبلیو-1) بیان نزع ریکارڈ کرنے والے افسر کے سوالات کے جواب میں بیان کیا گیا۔ایسا ہونے کی وجہ سے، عدالت عالیہ نے پایا کہ استغاثہ کا بیان نا قابل اعتبار اور قبولیت کے قابل نہیں ہے۔

مخبر-اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے پیش کیا کہ عدالت عالیہ کا نقطہ نظر غلط ہے۔صرف اس وجہ سے کہ طبی شواہد نے ایک طرف اشارہ کیا، قابل اعتماد آکولر شواہد کو ضائع نہیں کیا جانا چاہیے تھا۔مزید برآں، بیان نزع کو صرف اس وجہ سے رد نہیں کیا جانا چاہیے تھا کہ شوہر نے سوالات کے جوابات دیے تھے اور متوفی نے اسے دہرایا تھا۔

اس کے برعکس، جواب دہندہ نمبر 1-ملزم کے فاضل وکیل نے عرض کیا کہ عدالت عالیہ کا نظریہ ٹیرا فرمان پر ہے۔مداخلت کی ضمانت دینے کے لیے عدالت عالیہ کی طرف سے اشارہ کردہ استدلال میں کچھ بھی کمزور نہیں ہے، خاص طور پر جب بری ہونے کے فیصلے کے خلاف اپیل کی ہدایت کی جاتی ہے۔اگرچہ ایک قابل اعتماد آکولر ثبوت کو اس وقت رد نہیں کیا جانا چاہیے جب وہ طبی شواہد سے کسی حد تک مختلف ہو، پھر بھی زبانی شواہد کی سچائی پر شک ہوسکتا ہے جب طبی شواہد آکولر شواہد کو مکمل طور پر ناممکن بناتے ہیں۔دلچسپ بات یہ ہے کہ اس معاملے میں استغاثہ نے اپنے اصل موقف سے علیحدگی اختیار کرلی اور زبانی شواہد اور طبی شواہد میں مصالحت کرنے کی کوشش کر کے تبدیلی متعارف کرائی گئی۔

متعلقہ موقفوں پر محتاط غور وفکر کی ضرورت ہے۔اپیلٹ عدالت پر ان شواہد کا جائزہ لینے پر کوئی پابندی نہیں ہے جن پر حکم بریت مبنی ہے۔عام طور پر حکم بریت میں مداخلت نہیں کی جائے گی کیونکہ ملزم کی بے گناہی کے مفروضے کو بری ہونے سے مزید تقویت ملتی ہے۔فوجداری مقدمات میں انصاف کے انتظام کے جال میں جو سنہری دھاگہ چلتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر مقدمے میں پیش کیے گئے شواہد پر دو نظریات ممکن ہیں، ایک ملزم کے جرم کی طرف اور دوسرا اس کی بے گناہی کی طرف، تو وہ نظریہ جو ملزم کے حق میں ہو، اپنایا جانا چاہیے۔عدالت کا سب سے اہم خیال اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ انصاف کی اسقاط حمل کو روکا جائے۔انصاف کی غلطی جو مجرم کے بری ہونے سے پیدا ہوسکتی ہے، کسی بے گناہ کی اثباتِ جُرم سے کم نہیں ہے۔ایسے معاملے میں جہاں قابل قبول ثبوت کو نظر انداز کیا جاتا ہے، اپیلٹ عدالت پر یہ فرض عائد کیا جاتا ہے کہ وہ ان شواہد کی دوبارہ تعریف کرے جہاں ملزم کو بری کر دیا گیا ہے، تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ آیا ملزم میں سے کسی نے واقعی میں کوئی جرم کیا ہے یا نہیں۔بھگوان سنگھ اور دیگران بنام ریاست مدھیہ پردیش، (2002)2 سپریم 567 دیکھیں۔بری کیے جانے کے فیصلے کے خلاف اپیل پر غور کرتے ہوئے اپیل کنندہ عدالت کو جس اصول پر عمل کرنا ہے وہ صرف اس صورت میں مداخلت کرنا ہے جب ایسا کرنے کی مجبور کرنے والی اور ٹھوس وجوہات ہوں۔اگر اعتراض شدہ فیصلہ واضح طور پر غیر معقول ہے اور متعلقہ اور قائل کرنے والے مواد کو اس عمل میں بلا جواز طریقے سے ختم کر دیا گیا ہے، تو یہ مداخلت کی ایک زبردست وجہ ہے۔ان پہلوؤں کو اس عدالت نے شیواجی سہابراؤ بوباڈے اور دیگر بنام ریاست مہاراشٹر، اے آئی آر (1973) ایس سی 2622، رمیش بابو لال دوشی بنام ریاست گجرات، (1996) 4 سپریم 167، جسونت سنگھ بنام ریاست ہریانہ، (2000)3 سپریم 320، راج کشور جھا بنام ریاست بہار اور دیگر، (2003)7 سپریم 152، ریاست پنجاب بنام کرنیل سنگھ، (2003)5 سپریم 508 اور ریاست پنجاب بنام پوہلا سنگھ اور انر، (2003)7 سپریم 17 میں اجاگر کیا تھا۔

ایسا لگتا ہے کہ ٹرائل کورٹ نے استغاثہ کے بیان کی نا قابل قبولیت کو اجاگر کرنے والے دفاعی بیان کو مسترد کر دیا ہے، اور اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ گولی صحن میں قریب فاصلہ سے چلائی گئی تھی۔ یہ عذر استغاثہ کی طرف سے دلیل کے مرحلے پر لی گئی تھی، جس میں استغاثہ کے شواہد کو اس انداز میں پڑھنے کی کوشش کی گئی تھی تاکہ چشم دید ثبوت اور طبی ثبوت نا قابل اہم آہنگی ظاہر نہ ہوں۔ عدالت عالیہ ٹرائل کورٹ کے ذریعے اپنائے گئے طریقہ کو مسترد کرنے میں درست تھی۔ یہ قانون میں ایک قائم مقام ہے کہ استغاثہ اپنے الزام کو کافی حد تک ثابت کر کے کامیاب ہو سکتا ہے۔ اسے اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہونا چاہیے اور دفاعی مقدمہ میں کمزوری کا فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ عدالت اپنے طور پر استغاثہ کے لیے نیا مقدمہ نہیں بنا سکتی اور اس بنیاد پر ملزم کو مجرم قرار نہیں دے سکتی۔ صرف اس صورت میں جب ثبوت پر کوئی نتیجہ اخذ کیا جائے اور کیس کا بنیادی حصہ تبدیل نہ کیا جائے، اس طرح کا راستہ جائز ہے۔ عدالت عالیہ نے طبی شواہد کو دفاعی بیان سے مطابقت رکھتے ہوئے دیکھا کہ متوفی کو قریب سے گولی ماری گئی تھی اور مخبر فریق اور ملزم کے درمیان ہاتھا پائی میں اسے غلطی سے گولی ماردی گئی تھی۔ بیان نزع کی قبولیت پر آتے ہوئے، عدالت عالیہ نے اسے صحیح طور پر مسترد کر دیا ہے۔ متوفی کی طرف سے کیا گیا بیان رضا کارانہ نہیں تھا اور درحقیقت جواب اس نے نہیں دیا تھا اور یہ اس کا شوہر تھا جو جواب دے رہا تھا۔ زخمیوں کی طرف سے اس طرح کی نوعیت اور ردعمل کا انداز جو بالآخر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا، اسے کسی بھی طرح سے اس کے "بیان نزع" کی سطح تک نہیں بڑھایا جا سکتا، یہاں تک کہ جب یہ "یعقوب کی آواز" کی طرح لگتا ہے۔ استغاثہ کا موقف کہ اس نے یہ کہہ کر واضح کرنے کی کوشش کی کہ یہ ملزم ہی تھا جس نے بندوق چلائی تھی، صورتحال کو بہتر نہیں کرتا ہے۔ اصطلاح کے صحیح معنوں میں یا متوفی کے ذریعہ دیئے گئے بیان کو قانونی بول چال مین بیان نزع نہیں کہا جا سکتا۔ تسلیم شدہ دشمنی اور کشیدہ تعلقات کے پیش نظر، فطری کوشش ملزم کو پکڑنا تھا۔ لہذا عدالت عالیہ نے شواہد کو قبولیت کے لائق نہیں قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا۔

ہمیں عدالت عالیہ کے فیصلے میں مداخلت کی ضرورت کے لیے کوئی کمزوری نظر نہیں آتی۔ اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور مسترد کر دی جاتی ہے۔

کے۔ کے۔ ٹی۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:23
I am the author of this document